تبصرہ کتب

اے ہوا مؤذن ہو

شاعر: نذیر قیصر
ناشر: عہد اکیڈمی۔ ۱۱/اے ماڈرن کالونی۔ پیکو روڈ لاہور۔ ۴۰
صفحات: ۸۰
سالِ اشاعت: ۱۹۹۲ء
قیمت: ۴۵ روپے

جناب نذیر قیصر گزشتہ ۲۵ سال سے پنجابی اور اردو میں شعر کہہ رہے ہیں۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ — آنکھیں، چہرہ، ہاتھ — ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا تھا اور زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ ان کے سلسلۂ تخلیق کی پانچویں کڑی ہے۔ جناب نذیر قیصر کے فکری تانے بانے میں انسانیت دوستی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ وہ "تیسری دنیا" [گو "رواں پیش منظر" میں تیسری دنیا کی اصطلاح پر نئے سرے سے غور و فکر کی ضرورت ہے۔] کے شاعر ہیں جس کے باسی اقتصادی بدحالی، سیاسی عدمِ استحکام اور گوناگوں سماجی مسائل کا شکار ہیں۔ اور یہ سب موضوعات ان کی توجہ کا مرکز ہیں۔

"تیسری دنیا" کے بالمقابل ماضی قریب کی "پہلی اور دوسری دنیائیں" معاشی پیداوار کے باہم مختلف انداز رکھنے کے باوجود مذہباً مسیحیت کی مرکز تھیں۔ ان کے برعکس "تیسری دنیا" میں مذاہب کی رنگارنگی میں ایک غالب رنگ اسلام کا تھا اور ہے۔ جناب نذیر قیصر رواداری، محبت اور انصاف کے تقاضوں کے پیش نظر خیال کرتے ہیں کہ

> آج کی دنیا میں مسیحی علماء کو چاہیے کہ وہ انسانوں کے وسیع تر مفاد اور سلامتی کے پیش نظر رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کی نبوت کا اعتراف اور احترام کریں۔ خصوصاً پاکستانی مسیحی علماء کو اس حقیقت کے اعتراف کی قیادت کا اعزاز حاصل کرنا چاہیے اور یہ مان لینا چاہیے کہ اسلام دنیا میں ایک مذہبی، ثقافتی، سماجی اور سیاسی صداقت کا نام ہے جو بیک وقت چٹان بھی ہے اور بہتی ہوئی سیال قوت بھی — آج دنیا میں اس قوت کو ساتھ لیے بغیر کسی بھی انقلاب کا ظہور ممکن نہیں —

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ مسیحی اہل علم اپنے ہم مذہب جناب نذیر قیصر کی سوچ سے کس قدر اتفاق

رکھتے ہیں تاہم انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو "محبت، انصاف، مساوات، آزادی اور عالمگیر اخوت کا پیغام" مانتے ہوئے ان کی ترویج و اشاعت کے لیے نعتیہ شاعری کا سہارا لیا ہے۔ وہ پُر امید ہیں کہ مستقبل میں ظلم و جور، عدمِ مساوات اور بے انصافی ختم ہو کر رہے گی۔ وہ اپنی خوبصورت شعری زبان میں کہتے ہیں۔

سانس لیتی ہوئی صبحوں کی قسم
آئیں گے شاخوں میں گلاب
موسمِ درد گزر جائے گا
شبنمی ہاتھ اندھیرے کی گرہ کھولیں گے
آئینہ چہروں سے بھر جائے گا
چاند مہکے گا
ستاروں پر قدم رکھ کے----،
صبا گزرے گی
سبز گنبد سے کرن اترے گی

جناب نذیر قیصر کی نعتیں روایتی طرزِ اظہار سے ہٹ کر گزشتہ بیس پچیس برسوں میں ابھرنے والی جدیدیت کے تجربے پر مبنی ہیں۔ چہرے مہرے کے حوالے سے اشارے اور کنائے استعمال نہیں کیے گئے، ان کی جگہ پیغام پر نظر مرکوز رہی ہے۔ شاید اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ایک مسیحی شاعر کی نعتیں عقیدے اور عقیدت پر مبنی نہیں ہو سکتیں، یہ اعتراف اور احترام کی مظہر ہیں۔

جناب نذیر قیصر نے کتاب کے نثری دیباچے میں اپنی فکر اور قلبی واردات بیان کی ہیں۔ انہوں نے اسلام کے پیغام کی جزئیات کو جس طرح سمجھا ہے، ضروری نہیں ہے کہ اس سے ہر مسلمان اور ہر مسیحی کامل اتفاق کرے تاہم ان کی یہ خواہش بہر حال درست ہے کہ مسیحی۔ مسلم تعلقات بہتر ہوں۔ اس سلسلے میں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ "روم میں ہونے والی کانفرنس دوم کی دستاویزات بتاتی ہیں کہ ویٹیکن سٹی نے باضابطہ طور پر رسول کریم ﷺ کو نبی مان لیا ہے" (ص ۱۴)

زیرِ نظر مجموعے --اے ہوا مؤذن ہو-- کے آغاز میں ملک کے بعض معروف اہل علم کی آراء درج کی گئی ہیں اور یہ سب حضرات اس بات پر تقریباً متفق ہیں کہ جناب نذیر قیصر جو پہلے مسیحی نعت گو ہیں، اپنی نعتوں میں فن کی بلندیوں پر ہیں۔ کتاب سفید کاغذ پر مناسب کتابت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ ٹائٹل جاذبِ نظر ہے۔ کاش پروف پڑھنے میں زیادہ احتیاط برتی جاتی تاکہ ادھر ادھر موجود اغلاط کو طباعت کے بعد درست کرنے کی نوبت نہ آتی۔ (اختر راہی)